سلسلۂ مطبوعات : (۷۴)

مزاروں اور درباروں
کی شرعی حیثیت

تالیف

حافظ مقصود احمد

فاضل جامعہ تعلیم الاسلام

ماموں کانجن، پاکستان

تقدیم

(ڈاکٹر) محمد لقمان السلفی

ناشر

دار الداعی للنشر والتوزیع ریاض

علامہ ابن باز برائے دراسات اسلامیہ ہند

ح دار الداعي للنشر والتوزيع، ١٤٢٧هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
أحمد ، حافظ مقصود
حكم القباب والأضرحة في الشريعة الإسلامية./ حافظ مقصود أحمد.-
الرياض، ١٤٢٧هـ
٤٤ ص؛ ١٤ × ٢١ سم
ردمك: ١ - ٣ - ٩٧٧٣ - ٩٩٦٠
(النص باللغة الأوردية)
١ ـ أضرحة الأئمة والأولياء ٢ ـ البدع في الإسلام أ ـ العنوان
ديوي ٢١٢.٣ ١٤٢٧/٣٤٥٧

رقم الإيداع: ١٤٢٧/٣٤٥٧
ردمك: ١ - ٣ - ٩٧٧٣ - ٩٩٦٠

بار اوّل
جمادی الاولی ۱۴۲۷ھ - جون ۲۰۰۶ء

دار الداعی

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
پوسٹ بکس نمبر: ۳۴۲۴۸ ریاض: ۱۱۴۶۸۔ مملکت سعودی عرب
فون: ۲۶۷۲۹۱۲/ ۲۶۷۲۹۱۴ فیکس: ۲۶۷۲۹۱۳
Email: dar_al_dai@hotmail.com

علامہ ابن باز اسلامک اسٹڈیز سنٹر
جامعۃ الامام ابن تیمیہ۔ مدینۃ السلام-۸۴۵۳۱۲۔ مشرقی چمپارن، بہار۔ ہند
ٹیلیفون / فیکس ۲۴۰۰۸۸-۶۲۵۰-۰۰۹۱
دہلی برانچ: ۲۶۸۴، گلی مسجد کالے خاں، کوچہ چیلان، دریا گنج نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲
ٹیلیفون: ۲۳۲۶۵۰۵۸، فیکس: ۲۳۲۷۷۲۵۳
Email: allamaibnebaz@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بے شمار صلاۃ وسلام ہو خاتم النبیین ﷺ پر جنہیں اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کے لئے رحمت اور بشیر ونذیر بنا کر مبعوث کیا۔

توحیدِ باری تعالیٰ کے اثبات اور انکارِ بُت پرستی وقبر پرستی کے اہم ترین موضوع پر جس مفید ونافع کتاب سے متعلق چند سطریں لکھنے بیٹھا ہوں، وہ فی زمانہ مسلمانوں کے حالِ زار کو بدلنے کے لئے میرے بھائی جناب شیخ حافظ مقصود احمد، فاضلِ علومِ شرعیہ، کی اپنے موضوع پر سہل اور صاف اسلوبِ تحریر میں ایک کامیاب کوشش ہے۔

عصرِ حاضر میں قبروں، مزاروں اور درباروں پر صریح بُت پرستی کا جو بازار گرم ہے، عقیدۂ توحیدِ باری تعالیٰ کی حقیقت کو جس طرح وہاں مسخ کیا جا رہا ہے، شرک وبُت پرستی کے اُن اڈّوں پر قرآنِ حکیم اور سنتِ محمدی کی جس طرح تذلیل کی جاتی ہے، اور خاتم النبیین کے دین کے تمام روشن وتابندہ حقائق جس طرح وہاں بدلے جا رہے ہیں، انہیں دیکھ کر یقین ہوتا ہے، کہ اگر نبی کریم ﷺ اِس دور میں کچھ دیر کے لئے دنیا میں واپس آتے اور شرک وبُت پرستی کے اُن اَڈّوں پر جا کر اُن سیاہ رُو بُت پرستوں کو دیکھتے تو اُنہیں بحیثیت مسلمان پہچاننے سے انکار کر دیتے، اُن پر لعنت بھیج دیتے، اور اُن کے منہ پر تھوک کر پھر اپنے رب کے پاس واپس چلے جاتے۔

زیرِ مطالعہ کتاب "مزاروں اور درباروں کی شرعی حیثیت" اس سے پہلے پاکستان میں چھپ کر خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہے، اور اپنے موضوع پر نہایت مفید اور معتدل کتاب مانی گئی ہے۔

اور اِس کے فاضل مؤلف، جو گوناگوں صلاحیتوں کے مالک ہیں، نے عقیدۂ توحید سے اپنی شیفتگی، اور شرک کے اَڈّوں سے اپنی غایت درجہ بیزاری کے سبب موضوع کا حق ادا کیا ہے، عقیدۂ

توحید کے صاف وشفاف چہرہ کو اُجاگر کیا ہے، اور شرک وبُت پرستی کی خوب تردید کی ہے.

اس لئے خواہش ہوئی کہ مرکز علامہ ابن باز ہند اور دار الداعی ریاض کے اسٹیج سے عموم فائدہ کے لئے اس کتاب کی ان کی اجازت سے نشر واشاعت کی جائے. چنانچہ مؤلفِ محترم نے ہمیں اس کی نوشتہ اجازت دے دی ہے. اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے، اور ہم سب کو جنت الفردوس میں نبی اکرم ﷺ کے جوار میں اکٹھا کر دے. آمین.

(ڈاکٹر) محمد لقمان السّلفی
رئیس ومؤسّس مرکز علامہ ابن باز برائے دراسات اسلامیہ، ہند
ومُشرف اعلیٰ دار الداعی، ریاض
موبائیل: 00966-505415722

۲۵/۵/۱۴۲۷ھ - ۲۱/جون ۲۰۰۶ء

انسان کی تکریم

اللہ رب العزت نے انسان کو جو عزت وتکریم بخشی ہے وہ کسی اور مخلوق کو میسر نہیں، اس عظیم احسان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان بھی باقی تمام مخلوقات کی نسبت ربِ کائنات کو سب سے زیادہ پہچاننے والا اور اس کے احکام کے سامنے سرنگوں ہونے والا اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا ہو، انسان دنیا میں زندگی بسر کر رہا ہے، تو اشرف المخلوقات کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، زمین وآسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مسخر کر رکھی ہے، دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو نہایت عزت واحترام اور خاص اہتمام کے ساتھ اسے زمین کے دامن میں جسے قبر یا لحد کہا جاتا ہے اتار دیا جاتا ہے، فوت ہونے کے بعد طہارت اور غسل کا انتظام، غسل بھی ایسے پانی سے جو نہ زیادہ گرم نہ سرد، سفید کپڑے کا کفن، نمازِ جنازہ اور پھر رحمت ومغفرت کی دعاؤں کے ساتھ اسے دنیا سے رخصت کیا جاتا ہے، قبر ہم اپنی مرضی سے تیار نہیں کرتے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ہے کہ جب روئے زمین پر آدم کا پہلا بیٹا قتل ہوا تو اس کی میت کو چھپانے کا معاملہ در پیش آیا، اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا جس نے زمین کرید کر ایک مردہ کوے کو دفن کیا، جسے دیکھ کر ابن آدم کو زمین میں دفن کیا گیا.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْأَةَ أَخِيهِ﴾ (پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کریدنے لگا، تاکہ اُسے سکھائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے) [المائدہ: ۳۱].

قرآن مجید میں انسانی مدفن کو قبر کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے ﴿وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ﴾ (اور جب قبریں بکھیر دی جائیں گی) [الاِنفطار: ۴]، دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ﴾ (کیا وہ نہیں جانتا کہ جب قبروں میں مدفون تمام مُردے باہر بکھیر دیئے جائیں گے) [العادیات: ۹]، نبی کریم ﷺ فوت ہونے والے صحابہ کرام کی نمازِ جنازہ پڑھتے، پھر قبرستان تشریف لے جاتے اور دفن کے بعد میت کے حق میں دعا مانگتے.

قبرستان کی زیارت کا مقصد

شروع اسلام میں نبی کریم ﷺ نے قبرستان کی زیارت سے منع کیا تھا، اس لئے کہ دورِ جاہلیت میں لوگوں کے عقائد گمراہ کن تھے، اور قبروں پر خرافات کا ارتکاب کیا جاتا تھا، بعد ازاں جب لوگوں کے ایمان مضبوط ہوگئے اور عقائد میں توحید کی خوشبو رچ بس گئی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمْ الآخِرَةَ" "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن اب تم جا سکتے ہو، کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گی". (صحیح مسلم)

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے قبروں کی زیارت کا مقصد بیان فرمایا ہے، عوام الناس جو مقصد لے کر قبروں اور مزاروں پر جاتے ہیں اور جن جن خرافات کا وہاں ارتکاب کرتے ہیں اسے بھی سامنے رکھیں، اور پیارے پیغمبر امام کائنات ﷺ نے قبرستان جانے کا جو مقصد بیان فرمایا ہے اسے بھی مد نظر رکھیں، تو ان دونوں میں زمین و آسمان کا تفاوت نظر آئے گا، قبرستان تو جائے عبرت ہے، جہاں پہنچ کر انسان کو یہ تصور کرنا چاہئے کہ اس شہر خموشاں کے مکین بھی کسی وقت ہماری طرح زمین پر چلتے پھرتے، نرم و نازک بستروں پر آرام کرتے، اپنے بیوی بچوں اور اعزاء و اقارب میں خوشیوں اور مسرتوں کی زندگی بسر کرتے، اور اس دنیا کی محفلوں کی رونق بنا کرتے تھے. مگر موت کے آہنی پنجے نے آج انہیں دنیا ومافیہا سے کاٹ کر رکھ دیا ہے. اور ایسی بستی میں انہوں نے ڈیرے ڈال لئے ہیں جہاں چاروں طرف مٹی، اندھیرا ہی اندھیرا، نہ کچھ سنتے ہیں، نہ سنا سکتے ہیں، نہ اپنے عزیزوں کی غمی و خوشی میں شریک ہو سکتے ہیں، اور نہ اپنے گھروں کی طرف کبھی واپس لوٹ کر آسکتے ہیں. جب آدمی قبرستان میں کھڑے ہو کر ان حقائق پر نظر ڈالے گا تو دنیا کی حقیقت اس پر عیاں ہو جائے گی اور وہ آخرت کی تیاری میں مصروف ہو جائے گا.

قبرستان کی زیارت کا یہ مقصد اسی وقت پورا ہو گا جب قبریں کچی اور سادہ ہوں گی، اگر انہیں

سنگ مرمر سے پختہ بنادیا گیا ہو، مختلف رنگوں کے پھولوں سے انہیں سجادیا گیا ہو، بڑی بڑی عمارتیں ان پر کھڑی کر دی گئی ہوں، عرق گلاب سے انہیں دھویا جارہا ہو، خوشبوؤں سے مہکایا جارہا ہو، اور پھر انہیں مشکل کشاو حاجت روا سمجھ کر رب کائنات کے اختیارات میں حصہ دار بنادیا گیا ہو، تو پھر قبروں کی زیارت سے وہ مقصد جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کیسے حاصل ہوگا؟ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُوْلِي الأَبْصَارِ.

قبروں کو پختہ کرنا

آج کل دیارِ اسلام میں قبریں اور ان پر تعمیر کئے گئے بڑے بڑے قبے اور مزارات بکثرت نظر آتے ہیں، جو حقیقت میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے سراسر منافی اور عقیدۂ توحید کے بالکل متصادم ہیں، پکی قبروں اور مزاروں پر کھلے عام شرک کا ارتکاب کیا جارہا ہے، اگر قبروں کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں اختیار دیا ہوتا کہ ہم اپنی مرضی سے جیسے چاہیں تعمیر کرلیں تو قبوں اور مزاروں کی تعمیر میں کوئی حرج نہ تھا. مگر جب امام کائنات ﷺ نے اس سے منع کردیا اور اسے حرام قرار دیا ہے تو اب مسلمان کا فرض ہے کہ آپ کے حکم کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دے. صحیح مسلم، مسند احمد، سنن نسائی، ابی داؤد اور جامع ترمذی کی روایت ہے، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں "نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ" "نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر کو پکا بنایا جائے، اس پر بیٹھا جائے اور یہ کہ اس پر عمارت کھڑی کی جائے".

آپ کا یہ حکم عام ہے، اس میں نیک بندوں یا بزرگوں کے لئے کوئی تخصیص نہیں کہ عام لوگوں کی قبریں کچی ہوں اور بزرگوں کی قبریں پکی تعمیر کی جائیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑا بزرگ کون ہوسکتا ہے؟ روئے زمین کے اگلے اور پچھلے سارے بزرگ جمع ہو جائیں تو وہ نبی کریم ﷺ کے ادنی سے ادنی صحابی کے پاؤں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے، کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں پیش کی جاسکتی کہ کسی صحابی کی قبر کو پختہ بنایا گیا ہو، یا ان کی قبروں پر عمارات کھڑی کی گئی

ہوں، اگر ان چیزوں میں خیر کا کوئی پہلو ہوتا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس خیر سے کبھی بھی محروم نہ رہتے۔ بقیع غرقد میں بعض صحابہ کرام کی قبروں پر جو قبے تعمیر کئے گئے اور ملک عبدالعزیز آل سعود -نوراللہ مرقدہ- نے انہیں گرانے کا حکم دیا یہ سب کچھ ترکی حکومت کا شاخسانہ تھا، ترکی حکومت کی جاری کردہ خرافات تو ہمارے لئے حجت نہیں۔ ہاں خیر القرون اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اگر ایسے کام کی دلیل پیش کر دی جائے تو وہ ہم سب کے لئے قابلِ تسلیم ہوگی۔

پکی قبر بنانے کے بارے میں رسالت مآب، حبیب کبریاء، امام کائنات نبی کریم ﷺ کا فرمان، ہم درج کر چکے ہیں۔ دوسری حدیث میں امام کائنات ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدوں میں تبدیل کر دیا، آپ نے فرمایا: "لَعَنَ اللهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ" "اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر، جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنا دیا" (صحیح بخاری و مسلم)۔

انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو اس طرح مسجدوں کی شکل دے دی گئی جس طرح آج مزاروں کو مسجدوں کی طرز پر بنایا جا رہا ہے اور پھر ان مزارات پر وہ عبادات کی جا رہی ہیں جو مساجد کے ساتھ مخصوص ہیں۔

ذرا غور فرمائیں: اگر یہود و نصاریٰ انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر عبادات کرنے اور انہیں مسجدوں کی طرز پر بنانے کی وجہ سے بارگاہ رسالت میں ملعون ٹھہرے ہیں، تو آج کل کے مسلمان جو بزرگوں کی قبروں پر مسجدیں بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں، اس پر مستزاد میلے ٹھیلے، عُرس اور تقریبات کا انعقاد کرنا؟ یہ تو یہود و نصاریٰ کے فعل سے بھی آگے بڑھ چکے ہیں، اور رب العزت کا قانون ایسا نہیں کہ ایک شرکیہ کام یہود و نصاریٰ کریں تو ملعون ہوں اور وہی کام مسلمان کریں تو وہ ماجور ہوں۔

برادرانِ اسلام! درباروں اور مزاروں کا کاروبار علمائے سوء کی اختراع ہے، ان کی لاکھوں کروڑوں روپئے کی آمدنی اس گھناؤنے کاروبار سے وابستہ ہے، کیا کوئی ایسا مزار دکھایا جا سکتا ہے جس کے مجاور لاکھوں پتی نہ ہوں؟ اور ان کی اولادیں عیش و عشرت اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی بسر نہ کر رہی

ہوں؟ ان گدی نشینوں اور آستانوں کے مجاوروں کا سنتِ رسول سے کوئی دور کا بھی واسطہ وتعلق ہوتا تو یہ فقراء و مساکین کی نذر و نیاز پر عیاشیاں کرنے کے بجائے امامِ کائنات ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپناتے ہوئے زہد کی زندگی اپناتے اور محنت کر کے رزقِ حلال کماتے، مگر ان گدی نشینوں کا نہ زہد وورع سے کوئی تعلق ہے، نہ یہ محنت کے عادی ہیں، شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بال جبریل میں ایسے ہی ان کے بارے میں نہیں کہہ دیا تھا:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

فقہ حنفی میں درباروں کی ممانعت

مسلمانوں کے جتنے بھی فقہی مسالک ہیں سب کے یہاں بالاتفاق قبروں کو پختہ بنانا حرام ہے، چہ جائے کہ انہیں مزار کی شکل دی جائے، فقہ حنفی میں درباروں کی ممانعت کی گئی اور انہیں مسجدِ ضرار سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا گیا ہے، فقہ حنفی سے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

امام محمد بن حسن الشیبانی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں: **"حَدَّثَنِيْ شَيْخِيْ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ تَرْبِيْعِ الْقُبُوْرِ وَتَجْصِيْصِهَا"** "میرے شیخ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے قبروں کو مربع شکل میں اونچا بنانے اور پختہ کرنے سے منع کیا ہے"۔ (کتاب الآثار للامام محمد)

احناف کے قاضی القضاۃ حسن بن المنصور المعروف قاضی خان اپنے فتاویٰ قاضی خان میں لکھتے ہیں: **"لاَ يُجَصَّصُ الْقَبْرُ وَلاَ يُبْنَى عَلَيْهِ لِمَا رُوِيَ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ أَنَّهُ قَالَ: وَلاَ يُجَصَّصُ الْقُبُوْرُ وَلاَ يُطَيَّنُ وَلاَ يُرْفَعُ عَلَيْهَا بِنَاءٌ"** "قبر کو پختہ بنانا اور اس پر عمارت تعمیر کرنا جائز نہیں، کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ نہ قبروں کو پختہ بنایا جائے نہ پلستر کیا جائے اور نہ اس پر عمارت قائم کی جائے"۔ (فتاویٰ قاضی خان جلد ا ص ۱۹۴)

امام سرخسی المبسوط جلد/۲ صفحہ/۶۲ پر لکھتے ہیں: ”قبروں کو پختہ نہ بناؤ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کی ممانعت ثابت ہے“۔

امام کاسانی حنفی اپنی کتاب بدائع الصنائع صفحہ/۳۵۹ پر لکھتے ہیں: "وَيُكْرَهُ تَجْصِيْصُ الْقَبْرِ وَتَطْيِيْنُهُ، وَكَرِهَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ الْبِنَاءَ عَلَى الْقَبْرِ وَأَنْ يُعلم بِعَلامَةٍ وَكَرِهَ أَبُوْ يُوْسُفَ الكِتَابَةَ عَلَيْهِ ذَكَرَهُ الْكَرْخِيُّ لِمَا رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لاَ تُجَصِّصُوْا الْقُبُوْرَ وَلاَ تَبْنُوْا عَلَيْهَا وَلاَ تَقْعُدُوْا وَلاَ تَكْتُبُوْا عَلَيْهَا؛ لأَنَّ ذٰلِكَ مِنْ بَابِ الزِّيْنَةِ وَلاَ حَاجَةَ بِالْمَيِّتِ إِلَيْهَا وَلأَنَّهُ تَضْيِيعُ الْمَالِ بِلاَ فَائِدةٍ فَكَانَ مَكْرُوْهًا" ”قبروں کو پختہ بنانا مکروہ ہے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قبر پر عمارت بنانے اور علامت لگانے کو مکروہ جانا ہے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے قبر پر لکھنے کو مکروہ کہا ہے، یہ کرخی نے ذکر کیا ہے، کیونکہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”نہ قبروں کو پختہ بناؤ، نہ ان پر عمارت کھڑی کرو، نہ ان پر بیٹھو اور نہ ان پر لکھو، یہ سب کچھ اس لئے بھی ممنوع ہے کہ یہ ایک قسم کی زینت ہے جس کی میت کو ضرورت نہیں اور اس میں بلا فائدہ مال کا ضیاع ہے، لہذا یہ مکروہ ہے“۔

قاضی ابراہیم حنفی لکھتے ہیں: "القِبَابُ الَّتِيْ بُنِيَتْ عَلَى الْقُبُوْرِ يَجِبُ هَدْمُهَا لأَنَّهَا أُسِّسَتْ عَلَى مَعْصِيَّةِ الرَّسُوْلِ وَمُخَالَفَتِهِ وَكُلُّ بِنَاءٍ أُسِّسَ عَلَى مَعْصِيَّةِ الرَّسُوْلِ وَمُخَالَفَتِهِ فَهُوَ بِالْهَدْمِ أَوْلَى مِنَ الْمَسْجِدِ الضِّرَارِ" ”وہ قبے جو قبروں پر تعمیر کئے گئے ہیں انہیں گرانا فرض ہے، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی معصیت اور نافرمانی پر تعمیر کئے گئے ہیں، اور وہ عمارات جو نبی کی معصیت پر تعمیر کی گئی ہوں انہیں گرانا مسجد ضرار کے گرانے سے بھی زیادہ ضروری ہے“۔ (مجالس الأبرار صفحہ/۱۲۹)

مزارات پر حیاسوز مناظر

عربی زبان کا محاورہ ہے: "**لا يجني من الشوك العنب**" "کانٹے بو کر آدمی انگور نہیں چن سکتا" جو بوئے گا سو کاٹے گا، قبروں کو پختہ کرنا اور ان پر مزارات تعمیر کرنا جب غیر شرعی کام ہے اور فقہ حنفی کی رو سے بھی حرام ہے تو غلط کام کا نتیجہ بھی غلط ہی نکلے گا، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں جتنے بھی مزارات ہیں وہ بھنگ، چرس، شراب، جوا اور زناکاری کے اڈے بن چکے ہیں، میلوں اور عرسوں کے موقع پر بے پردہ عورتوں کا کثرت سے آنا جانا شرم وحیاء کی چادر کو تار تار کر دیتا ہے۔ پردے کے وہ احکام جو اللہ رب العزت نے سورۃ الأحزاب اور النور میں نازل فرمائے ہیں کیا مزاروں پر ان کی کھلم کھلا مخالفت نہیں کی جاتی ہے؟ امامِ کائنات ﷺ معصوم بھی ہیں، امت کے باپ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں، اس کے باوجود آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عورتوں سے بیعت لیتے ہیں، تو کسی عورت کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں لگنے دیتے، امّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"**وَاللهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ**"

"اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا، البتہ آپ ﷺ نے کلام کے ساتھ عورتوں سے بیعت لی"۔ (تفسیر القرطبی جلد/١٠ص/٦٥٥٠)

لیکن ان گدی نشینوں کے سامنے کوئی عورت پردہ کر کے نہیں آسکتی، کیونکہ یہ اس کو گستاخی پر محمول کرتے ہیں، صاحبزادہ صاحب اونچی جگہ پر بت بن کر بیٹھے ہوئے ہیں اور مرد وزن مل کر ان کے پاؤں دبا رہے ہیں، کوئی ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا ہے، کوئی ایک ایکڑ دور سے دیکھ کر رکوع کی حالت میں چل کر آرہا ہے، کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ اقدس اور خلفائے راشدین کے دور میں بھی ایسے ہی مزارات تھے؟ گدیاں تھیں؟ عرس اور میلے تھے؟ ہم یقین سے کہتے ہیں کہ سارے درباروں والے مل کر ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔

نبی کریم ﷺ نے ساز، گانا، موسیقی اور آلاتِ غنا کو حرام قرار دیا ہے اور فرمایا کہ موسیقی انسان کے دل میں ایسے نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح بارش سے گھاس اگتا ہے۔ کیا ان مزاروں پر موسیقی،

مجرا اور قوالی کی مجلسیں نہیں جمائی جاتیں؟ پاکپتن کے مزار پر تو ظالموں نے اللہ تعالیٰ کی جنت کے مقابلے میں ایک دروازے کا نام "بہشتی دروازہ" رکھا ہوا ہے، کہ جو یہاں سے گزرے گا وہ بہشتی ہوگا، اس دروازے کے سامنے سارا سال قوالی اور موسیقی کا دور چلتا ہے۔ یقیناً یہ ان لوگوں کی بہشت ہے جنہیں شیطان نے گمراہ کر کے شرک میں مبتلا کر دیا ہے، ہم تو اللہ تعالیٰ سے اس جنت کا سوال کرتے ہیں، جس کے دروازے پر سب سے پہلے امامِ کائنات ﷺ دستک دیں گے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "آتي بَابَ الجنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُوْلُ مُحَمَّدٌ، قَالَ: فَيَقُوْلُ: بَلَى! أُمِرْتُ أَنْ لَا أَفْتَحَ لأَحَدٍ قَبْلَكَ" (مسند احمد) "میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دستک دوں گا تو فرشتہ پوچھے گا آپ کون ہیں؟ فرمائیں گے: میں محمد (ﷺ) ہوں، فرشتہ کہے گا: جب سے اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی ہے اور مجھے اس کے دروازے پر کھڑا کیا ہے، تو یہ حکم دے کر کھڑا کیا کہ اگر محمد (ﷺ) دستک دیں تو دروازہ کھولا جائے، اور کسی کی دستک پر دروازہ نہ کھولا جائے۔

پاکپتن کا بہشتی دروازہ تو کسی ڈپٹی کمشنر یا وزیر اعلیٰ کے آنے پر کھولا جاتا ہے، ڈپٹی کمشنر شرابی، زانی، کرپٹ اور غیر مسلم بھی ہوسکتا ہے، ایسے دروازے کو بہشتی دروازہ کہنا جنت کی توہین، نبی اکرم ﷺ کی توہین، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی توہین اور اللہ تعالیٰ کا براہ راست مقابلہ ہے۔

اس بہشتی دروازے کے دیر سے کھلنے پر ۲۰۰۱ء میں رش کی وجہ سے کم از کم ۶۰ر افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوئے، دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ سے اس سانحہ کی خبر نشر ہوئی اور اندرون و بیرون ملک پاکستان کی بڑی بدنامی ہوئی، اس حادثہ کا سبب یہ تھا کہ سجادہ نشین نے بہشتی دروازہ کھولنے میں اس لئے تاخیر کی کہ وہ محکمہ اوقاف سے اپنے وظیفے میں اضافے کا مطالبہ کر رہا تھا، مرکز دعوۃ التوحید اسلام آباد نے اس سانحہ کے بعد جامعہ سلفیہ اسلام آباد، جامعہ فریدیہ اسلام آباد، جامعہ فرقانیہ روالپنڈی، جامعہ سراجیہ راولپنڈی، جامعہ رحمانیہ لاہور اور مفتی اعظم سعودی عرب سے اس جعلی بہشتی دروازے کے متعلق فتویٰ حاصل کیا، تو تمام مفتیان نے بالاتفاق اس کا نام "بہشتی دروازہ" رکھنے کو ناجائز اور اس سے گزرنے کو شرک قرار دیا، اور لکھا کہ ایسا دروازہ گرا دینا چاہئے، کیونکہ یہ

شرک کا سبب ہے، تفصیل کے لئے دیکھیں "پاکپتن کے بہشتی دروازے کی شرعی حیثیت".

اگر کوئی انصاف پسند، سلیم الفطرت اور حق کا متلاشی ان مزاروں اور عرسوں کا صرف مشاہدہ کرلے، بشرطیکہ اسے امامِ کائنات ﷺ کی شریعت کا علم ہو، تو وہ پکار اٹھے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور ایمان سے دشمنی کے جو مظاہر ان درباروں اور مزاروں پر نظر آتے ہیں، روئے زمین پر اور کہیں نہیں دیکھے جاسکتے.

قبروں پر خرافات

تمام تر عبادات اور انہیں ادا کرنے کا طریقہ ہمیں کتاب وسنت سے سیکھنا چاہئے، اگر اپنی مرضی سے یا لوگوں کی اکثریت کو دیکھ کر ہم کوئی کام کر کے اسے عبادت سمجھیں گے تو عبادت نہیں، بلکہ بدعت ہوگا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" "جس نے دین میں کوئی نیا کام ایجاد کرڈالا، تو وہ مردود ہوگا". (بخاری ومسلم). اعمال کی قبولیت کے لئے شرط ہے کہ وہ کتاب وسنت سے ثابت ہوں، ایسا عمل جس کا ثبوت نہ تو کتاب اللہ میں ملتا ہے اور نہ سنت رسول اللہ ﷺ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، اس پر اجر وثواب کا حاصل ہونا تو دور کی بات ہے، قیامت کے روز وہ الٹا گلے پڑ جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو بے کار نہ بناؤ) [محمد: ۳۳].

اب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ قبروں اور مزاروں پر جو عبادات کی جاتی ہیں، کیا کتاب وسنت میں ان کی کوئی گنجائش ہے؟ ہمیں نہ تو لوگوں کی طرف دیکھنا ہے کہ وہ کیا کررہے ہیں، اور نہ جواز کا فتویٰ دینے والوں کی طرف دیکھنا ہے، کہ آخر وہ کیوں جائز قرار دے رہے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جب ہم حساب وکتاب کے لئے پیش ہوں گے، اس وقت نہ عوام الناس ہمارے لئے حجت بنیں گے اور نہ فتویٰ نویس، قیامت کے روز تو ہمارے اعمال صرف اور صرف کتاب اللہ اور سنت

رسول ﷺ پر پیش کیے جائیں گے، جس عمل کی دلیل کتاب وسنت میں ہوگی وہ عمل ان شاء اللہ مقبول ومنظور ہوگا، وگرنہ رد کردیا جائے گا۔

درباوں میں نماز پڑھنا:

قبروں کو مسجد کی شکل دینے اور انبیاء وصالحین کی قبروں پر عبادت گاہیں تعمیر کرنے کے بارے میں امامِ کائنات ﷺ کا فرمان پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے، نیز صحیح مسلم میں ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"لاَ تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلاَ تُصَلُّوا إِلَيْهَا"** "قبروں پر بیٹھو نہیں اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو"۔ مسند احمد، صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"الأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ إِلاَّ الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ"** "ساری کی ساری زمین مسجد ہے ماسوائے قبرستان اور حمام کے"۔ صحیح بخاری میں ہے، انس رضی اللہ عنہ لاعلمی کی بناپر ایک قبر کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: **"القبر القبر"** "بچو قبر سے، بچو قبر سے"۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قبروں کی طرف منہ کرکے یا ان کے قرب وجوار میں نماز پڑھنا جائز نہیں، حالانکہ نماز تو اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھی جارہی ہے، چونکہ اس سے شرک کا دروازہ کھلنے کا امکان اور قبر پرستی کے رواج پانے کا احتمال ہے، لہذا قبروں کے قریب مسجد بنانے اور نماز ادا کرنے سے بھی روک دیا گیا، نیز عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں یہ مسلمہ امر تھا کہ قبر کے قریب نماز پڑھنا جائز نہیں۔

آج کل کیا ہورہا ہے، مزاروں پر مسجدیں اور مسجدوں میں مزار بنائے جارہے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں میں شرک عام ہورہا ہے، عقائد بگڑ رہے ہیں، گمراہی پھیلتی جارہی ہے اور بہت سارے مسلمان کلمہ پڑھنے کے باوجود غیر اللہ کی عبادت کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔

❖❖❖

قبروں پر تلاوت کرنا اور قرآنی آیات لکھنا:

نبی کریم ﷺ نے اجر و ثواب کا ہر کام اپنی امت کو بتلایا اور خود عمل کر کے دکھایا ہے، آپ کی زندگی میں آپ کے بہت سارے رشتہ داروں کا انتقال ہوا، جن میں آپ کی تین بیٹیاں، زوجہ محترمہ امّ المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا، آپ کے چچا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ، آپ کے چچا زاد بھائی جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور دیگر رشتہ دار شامل ہیں، کیا ان میں سے کسی کی قبر پر آپ ﷺ نے قرآن خوانی کی، یا صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ جا کر قرآن خوانی کریں؟ احادیث میں قطعاً اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی، ہاں آپ قبرستان میں ان کے حق میں استغفار کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور دعائے مغفرت فرماتے، جو کہ سب کے نزدیک سنت ہے.

قبروں اور مزاروں پر ایک افسوسناک منظر جو سامنے آتا ہے وہ قرآنی آیات کا لکھنا ہے، جو قرآن مجید کی بہت زیادہ گستاخی اور توہین ہے، قبرستان میں لکھی ہوئی ان آیات پر گرد و غبار اڑ رہا ہوتا ہے. گندی نالیاں پاس بنی ہوئی ہوتی ہیں، بلکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جانور ان دیواروں کے ساتھ پیشاب کر رہے ہوتے ہیں، آیاتِ قرآنیہ کی گستاخی کے ذمہ دار کون ہیں؟ کیا کبھی ہم نے یہ غور بھی کیا کہ اس فعل سے اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کی کس قدر توہین ہو رہی ہے؟

نذر و نیاز پیش کرنا:

مزارات پر دور دراز سے حاضری دینے والے ساتھ نذرانے بھی لے کر آتے ہیں، اگر ساتھ نہ لا سکیں تو مزارات کے باہر سٹال لگے ہوتے ہیں جہاں پر شیرینی موجود ہوتی ہے، وہ شیرینی مزار کی حدود میں تقسیم کی جاتی ہے. اور اسے صاحب قبر کے تقرب اور اجر و ثواب کا باعث سمجھا جاتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سید الکونین ﷺ سے کس قدر زیادہ محبت تھی، کہ وہ آپ کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے، مگر کسی ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں کہ اس نے کبھی امام کائنات ﷺ کے روضۂ اقدس پر کوئی نذر و نیاز پیش کی ہو، اگر کتبِ احادیث و تاریخ میں اس کا قطعاً کوئی

ثبوت نہیں تو کیا ان مزارات کا مقام نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر سے زیادہ اونچا ہے جہاں نذر و نیاز والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے؟ یاد رکھئے کہ نذر و نیاز ایک عبادت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ (اللہ کے وہ بندے اپنی نذریں پوری کرتے ہیں، اور روزِ قیامت سے ڈرتے ہیں، جس کا شر پھیل جانے والا ہوگا) [الدھر: ۷]، اسی طرح نذر کا ذکر صدقات کے ساتھ کیا گیا ہے: ﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ﴾ (اور تم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو یا کوئی منّت مانتے ہو، تو اللہ بے شک اُسے جانتا ہے) [البقرۃ: ۲۷۰].

اس سے معلوم ہوا کہ نذر عبادت ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ "كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ" "نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے". نذر جب قرآن و سنت کی روشنی میں عبادت کا درجہ رکھتی ہے، تو عبادات صرف اور صرف اللہ رب العزت کے لئے ہیں، کوئی عبادت غیر اللہ کے لئے کی جائے گی تو وہ عبادت نہیں، بلکہ شرک ہوگی.

جانور ذبح کرنا:

مزارات پر جانوروں کے چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، وہاں پر جانوروں کو ذبح کرنا بہت بڑی عبادت تصور کیا جاتا ہے، جبکہ علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ" "اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا". (صحیح مسلم) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے جنہیں غیر اللہ کے نام پر قربان کیا جائے، جیسا کہ فرمایا: ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ﴾ (اللہ نے تم پر مُردہ، خون، سور کا گوشت اور اس جانور کو حرام کر دیا ہے جسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو) [البقرۃ ۱۷۳]، مولانا شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں "جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر کی جائے تو اس کی خباثت مردار کی خباثت سے بھی بڑھ جاتی ہے". (تفسیر عثمانی ص ر ۳۲).

دعا مانگنا:

مزارات پر حاضری دینے والوں کی اکثریت کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ صاحب مزار مشکل کشا بھی ہے اور حاجت روا بھی، اسی بنا پر وہ اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو اس کے سامنے پیش کرتے اور اسے نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہیں، جب کہ قرآن مجید بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کررہا ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لاَ يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ﴾ (اور اس آدمی سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے بجائے اُن معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی پکار کو نہ سن سکیں گے، اور ان کی فریاد و پکار سے یکسر غافل ہیں) [الأحقاف: ۵]، دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ﴾ (بے شک اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو، وہ تم ہی جیسے اللہ کے بندے ہیں) [الأعراف: ۱۹۴]، یعنی جس طرح مانگنے والا نفع و نقصان کا مالک نہیں، اسی طرح جس سے مانگا جارہا ہے وہ بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، سورۃ الحج آیت (۷۳) میں فرمایا: ﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ﴾ (چاہنے والا اور جسے چاہا جارہا ہے، دونوں کمزور ہیں). سورۃ الفرقان آیت (۳) میں فرمایا: ﴿وَلاَ يَمْلِكُونَ لأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلاَ نَفْعًا وَلاَ يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلاَ حَيَاةً وَلاَ نُشُورًا﴾ (اور اپنے لئے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے ہیں، اور نہ موت، اور نہ زندگی، اور نہ دوبارہ زندہ کرنا ان کے اختیار میں ہے)

قرآن مجید میں یہ اور ایسی سینکڑوں آیاتِ کریمہ واضح طور پر دلالت کررہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں، مگر افسوس کہ مسلمان قرآن مجید میں، جو کہ کتابِ ہدایت ہے، غور وفکر کرنے کے بجائے ایک دوسرے کو دیکھ کر گمراہی میں بڑھتے اور شرک میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں.

روزنامہ "الأخبار" نے ۱۱/ اپریل ۱۹۹۹ء کو پہلے صفحہ پر ایک نمایاں تصویر شائع کی، جسے دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، جس تصویر نے مشرکینِ مکہ کی جہالت و گمراہی کو بھی مات کردیا، کہ

ایک شخص ''امام بری'' کی قبر پر سجدہ ریز ہے، اس قسم کا شرک صرف ''امام بری'' کی قبر پر ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے تمام مزاروں پر ہو رہا ہے، بلکہ اگر کہیں لکھ کر لگایا گیا ہے کہ سجدہ کرنا جائز نہیں، وہاں بھی قبر پر سجدے کئے جاتے ہیں، درحقیقت درباروں اور مزاروں کی فضا اور ماحول ہی ایسا ہے کہ اگر یہ رہیں گے تو غیر اللہ کو سجدہ ضرور ہوگا اور شرک کے ارتکاب سے لوگوں کو کوئی نہیں روک سکے گا.

عوام الناس کی نظروں میں درباروں کی عقیدت اس قدر ہے کہ وہ دربار کو دیکھتے ہی جوتے اتار دیتے ہیں، ہم نے پاکستان کے بہت سارے درباروں کا جائزہ لیا، تقریباً ہر دربار پر یہی منظر دیکھا کہ مسجدوں سے بڑھ کر لوگ انہیں تقدس کا درجہ دیتے ہیں، جنہوں نے زندگی بھر مسجد کا دروازہ نہیں دیکھا ہوتا وہ بھی جب درباروں کے قریب پہنچتے ہیں تو ایسے ڈرے، سہمے اور جھکے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ وہ بیت اللہ شریف میں داخل ہو رہے ہوں، اور اکثر تو وہ ہوتے ہیں جو درباروں کی چوکھٹوں کو چومتے اور ان سے ماتھا رگڑ کر اندر داخل ہوتے ہیں، سندھ کے مشہور دربار ''لعل شہباز قلندر'' پر ہم نے شرک کے بڑے شرمناک مناظر دیکھے، جن میں ایک یہ بھی تھا کہ بوڑھے، بچے، عورتیں اور تقریباً سب زائرین دربار کے مین گیٹ سے داخل ہوتے وقت اور دوسرے دروازے سے نکلتے وقت سجدہ کر رہے تھے، وہ سجدہ جو نماز میں ہم ربِ کائنات کے حضور کرتے ہیں.
مگر افسوس کہ حکومت نے ان کو شرک سے روکنے کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا، کیا اسلامی ملک میں اس طرح کھلم کھلا شرک اہالیان پاکستان کے لئے لمحۂ فکریہ نہیں؟

چلہ کشی کرنا:

مزاروں پر چلہ کشی اور سلوک کی منزلیں طے کرنے کے لئے سالہا سال سے عبادت کرنے کی رسم چلی آرہی ہے، حدیث کی رو سے، جس کا پیچھے ذکر ہو چکا ہے، قبر پر نماز پڑھنا حرام ہے، اور قبروں کو عبادت گاہیں بنانے والوں پر نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، تو پھر چلہ کشی کرنے والے سلوک کی منزلیں طے کرتے ہیں یا فرض نماز کے اجر و ثواب سے بھی محروم ہوتے ہیں؟ کیا کسی صحابی سے

یہ ثابت ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے روضۂ اطہر پر چلہ کشی کی ہو اور سلوک کی منزلیں اس طرح طے کی ہوں؟

نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں عبادت کے لئے اعتکاف فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اعتکاف کا حکم دیا، مگر صرف مسجد میں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (اور جب تم مسجدوں میں حالتِ اعتکاف میں ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو) [البقرہ: ۱۸۷]، اس سے فقہاء نے استنباط کیا ہے کہ اعتکاف مسجد کے علاوہ جائز نہیں، مزاروں پر چلہ کشی اور عبادت کس کی سنت ہے اور کیا قرون اولیٰ میں اس کی کوئی مثال موجود ہے؟ یہ بتانا ان حضرات کے ذمے ہے جنہوں نے درباروں اور خانقاہوں کو مساجد سے بھی زیادہ تقدس کا درجہ دے رکھا ہے؟

قبروں کا طواف کرنا:

اس کائنات ارضی پر صرف ایک ہی ایسی جگہ ہے جہاں طواف کیا جاتا ہے، اور وہ ہے اللہ کا گھر "مسجد حرام" جو کہ مکہ مکرمہ میں ہے، جس طرح امام الانبیاء ﷺ کی نبوت ورسالت کے ہوتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ کا طواف کرنا بھی کفر ہے، اگر بغور جائزہ لیا جائے تو درباروں کی بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے کہ اندر داخل ہونے والا قبر کے اوپر سے چکر کاٹ کر آتا ہے اور قبر کی طرف پشت کرنا گناہ سمجھا جاتا ہے، خانہ کعبہ جہاں اصلی طواف ہوتا ہے، وہاں تو لوگ خانہ کعبہ کی طرف پشت کرنا گناہ نہیں سمجھتے، مگر جن قبروں پر طواف ہوتا ہے، یا طواف کی مشابہت قائم کر دی گئی ہے، وہاں قبر کی طرف پشت کرنا گناہ تصور کیا جاتا ہے، کیا اس طرح قبروں، مزاروں اور درباروں کو عملی طور پر اللہ تعالیٰ کے گھر خانہ کعبہ پر اہمیت وفوقیت اور فضیلت دینے کی جسارت نہیں کی جاتی؟ علامہ ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں: "کعبہ کے سوا کسی دوسری چیز کے گرد طواف کرنا کفر ہے"۔ (البحر الرائق)۔

دیواروں اور درختوں کو چومنا:

مزاروں کے درودیوار کو بڑی عقیدت سے چومنے کے مناظر بھی دکھائی دیتے ہیں، ان کے قریب اُگے ہوئے بعض درختوں کو بڑا متبرک خیال کیا جاتا ہے، اور کمزور عقیدے والے، توہمات کا شکار زائرین ان درختوں سے دھاگے باندھتے پھرتے ہیں، اولاد سے محروم عورتیں جہاں اور بہت ساری خرافات کا ارتکاب کرتی ہیں، وہاں ان درختوں کے نیچے دامن پھیلا کر کھڑی ہو جاتی ہیں، کہ کوئی پتہ ان کی جھولی میں آگرے، جس کا مطلب یہ ہے کہ صاحبِ مزار نے اولاد کی منظوری دے دی ہے، حالانکہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اعلان فرمایا ہے کہ اولاد دینا صرف اور صرف ربِ کائنات کا کام ہے: ﴿يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ(٤٩)أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا﴾ (وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، یا انہیں لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے)[الشوریٰ: ۴۹-۵۰].

وہ چاہے تو بڑے بڑے اولیاؤں اور بزرگوں کو اولاد سے محروم کر دے، جو اپنے آپ کو اولاد کی دولت سے مالا مال نہیں کر سکتے وہ اوروں کو کیا دیں گے؟ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: ﴿أَيُشْرِكُونَ مَا لاَ يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ﴾ (کیا وہ اللہ کا شریک اپنے اُن معبودوں کو بناتے ہیں، جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے ہیں، بلکہ وہ خود اللہ کی مخلوق ہیں)[الأعراف: ۱۹۱]

سورۃ الحج آیت (۷۳) میں ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ﴾ (اللہ کے سوا جن معبودوں کو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے ہیں، چاہے اس کے لئے سبھی اکٹھے ہو جائیں).

قبروں اور مزاروں کو چومنے کا اگر کوئی جواز ہوتا تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امامِ کائنات ﷺ کی قبر مبارک کو چومتے، مگر کسی صحابی سے مطلقاً ایسا کرنا ثابت نہیں، عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود کو چومتے ہیں، تو اسے مخاطب

ہو کر یوں فرماتے ہیں: "إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَو لَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ" "مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا" (صحیح بخاری). یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان ہے کہ کتاب و سنت سے دلیل کے بغیر کسی کام کو نیکی نہیں سمجھتے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شجر و حجر میں نفع و نقصان کی کوئی تاثیر نہیں، وگرنہ حجر اسود سے بڑھ کر متبرک پتھر اور کون سا ہو سکتا ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کے گھر کے ساتھ نصب ہے، جسے انبیاء علیہم السلام اور امام الأنبیا ﷺ نے چوما، اگر حجر اسود میں نفع و نقصان کی تاثیر نہیں تو سر زمین عجم کے شجر و حجر کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ مگر افسوس کہ ہمارے عقائد کی کمزوری نے ان چیزوں کو معبود اور مشکل کشا کا درجہ دے رکھا ہے وگرنہ یہ تو نباتات اور جمادات کے علاوہ اور کچھ نہیں.

غلاف چڑھانا:

قبروں اور مزاروں پر غلاف چڑھانا یہ بھی خانہ کعبہ کی مشابہت ہے، جس سے خانہ کعبہ کی توہین کا پہلو نکلتا ہے، ہمارے قانون میں جو پروٹوکول وزیر اعظم کا ہے، اگر کوئی ڈپٹی کمشنر، وزیر یا مشیر وہ استعمال کرنے کی جسارت کرے، یا جو اعزاز ایک چیف آف آرمی سٹاف کا ہے، وہ کوئی جونیئر حاصل کرنے کی کوشش کرے تو قانون ان کے بارے میں کیا فیصلہ کرے گا؟ انسان کا اپنا بنایا ہوا قانون جب پامال ہوتا ہے تو اسے بڑی غیرت آتی ہے، اور وہ توہین کرنے والے کے لئے سخت سے سخت ترین سزا کا مطالبہ کرتا ہے، مگر جب خود اللہ تعالیٰ کے قانون کی دھجیاں بکھیرتا ہے تو اس وقت اسے اللہ تعالیٰ کی غیرت کا احساس نہیں ہوتا کہ اگر اس نے پکڑ لیا تو دنیا کی کوئی طاقت چھڑا نہیں سکے گی.

قبروں پر چادریں چڑھانے اور جھنڈیاں لگانے کا کوئی ثبوت کتاب و سنت میں موجود ہے؟ نبی کریم ﷺ نے جب کھانے، پینے، اٹھنے بیٹھنے، لباس پہننے، حتی کہ بیت الخلاء میں جانے کا طریقہ تک بتا دیا ہے تو ان چادروں اور جھنڈیوں کا بھی ضرور ذکر ہونا چاہئے تھا. پاکستان اور بعض دیگر ممالک میں سابقہ سربراہوں یا بعض مشہور شخصیتوں کی قبروں پر سرکاری سرپرستی میں پھولوں کی چادریں

چڑھائی جاتی ہیں. ان کی بھی کوئی شرعی حیثیت نہیں. یہ رسم بھی کتاب وسنت کے منافی ہے. دنیا بھر کے مسلم حکمران جب سعودی عرب کا دورہ کرتے ہیں جہاں سب سے مقدس ہستیاں آسودۂ خاک ہیں تو وہاں کوئی چادر نہیں چڑھائی جاتی، نہ ان کے سابقہ بادشاہوں کی قبروں پر چادریں چڑھائی جاتی ہیں، اگر اس کی کوئی شرعی حیثیت ہوتی تو سعودی عرب میں بھی اس رسم کو ادا کیا جاتا.

قبوں کو گرانے کا حکم

قبروں پر تعمیر کیے گئے قبوں کو گرانا کیا بزرگوں کی توہین ہے؟ جو لوگ توحید سے بے بہرہ اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے ناآشنا ہیں، وہ یہی کہتے ہیں کہ قبوں کو گرانا بزرگوں کی گستاخی ہے، ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس بات کے پابند ہیں کہ جائز وناجائز اور حرام وحلال کے بارے میں خود فتویٰ سازی کی بجائے اللہ کے قرآن اور نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان کی طرف رجوع کریں، کیونکہ منبع رشد وہدایت اور سرچشمہ خیر وفلاح کتاب وسنت ہیں، نہ کہ عوام الناس کی اکثریت کا طرز عمل، کتاب وسنت کی رو سے قبروں کو پختہ کرنا حرام ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے کہ ”آپ ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر عمارات کھڑی کرنے سے منع فرمایا ہے“. (جامع ترمذی). معلوم ہوا کہ اگر کوئی قبر پر قبہ بناتا ہے تو حکم نبوی کی کھلی خلاف ورزی کرتا ہے، قرآن مجید میں ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ (پس آپ کے رب کی قسم! وہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں) [النساء: ۶۵]، اس آیتِ کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پختہ قبر تعمیر کرنے اور قبہ سازی کر کے حکم نبوی کی مخالفت کرنے والا اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکے گا جب تک وہ اس قبے کو ختم کر کے حکمِ نبوی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کرتا.

اگر قبے گرانا بزرگوں کی گستاخی ہے تو اس حدیث کا مطلب کیا نکلے گا جس میں نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ جہاں کوئی قبہ نظر آئے اسے گرا دیا جائے. "عَنْ أَبِي

الْهِيَاجِ الأَسْدِيِّ قَالَ: قَالَ لِيْ عَلِيٌّ : أَلاَ أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لاَ تَدَعَ صُوْرَةً إِلاَّ طَمَسْتَهَا وَلاَ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلاَّ سَوَّيْتَهُ" ابو الہیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

"میں تم کو ایک ایسے مشن پر روانہ کرتا ہوں، جس پر امام کائنات ﷺ نے مجھے بھیجا تھا، آپ نے یہ مشن دے کر بھیجا کہ اے علی! اگر تجھے کوئی مجسمہ نظر آئے تو اسے مٹا دینا، اور اونچی قبر نظر آئے تو اسے زمین کے برابر کر دینا"۔ (صحیح مسلم) یہ روایت سند اور متن کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ کسی روایت کا بخاری و مسلم میں ہونا اس کی صحت کے لئے کافی ہے، نبی کریم ﷺ سے روایت کرنے والی شخصیت بھی معمولی نہیں، امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ہیں، روایت کے الفاظ اور اس کا مفہوم بھی بالکل واضح ہے، کہ اونچی قبروں کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا جائے۔

موجودہ زمانے میں یا مستقبل میں قیامت تک اگر کوئی صاحبِ توحید اونچی اور پختہ قبروں، مزاروں اور درباروں کو گرا کر سنت کے مطابق ایک بالشت تک کر دیتا ہے تو دنیا کا کوئی عالم، مفتی، مدرس، شیخ الحدیث، پیر، بزرگ، گدی نشین یا مجاور کتاب و سنت کی رو سے اس کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ دینا کہ قبوں کو گرانا بزرگوں کی گستاخی ہے، یہ تو بڑا آسان کام ہے، مظاہرے کرنا، جلوس نکالنا اور عوام کالانعام کو جمع کر کے احتجاجی تقریریں کرنا کوئی مشکل نہیں، مگر دلیل کے ساتھ قبروں پر مزاروں اور قبوں کی تعمیر کو ثابت کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔

ہمارا چیلنج ہے کہ درباروں کے حامی علماء و مشائخ اور مفتیان کرام کتاب و سنت سے دربار اور مزار بنانے کا جواز اور ثبوت پیش کر دیں تو پاکستان کی کسی بھی عدالت میں ہماری یہ تحریر پیش کر کے منہ مانگا انعام وصول کر سکتے ہیں۔ بصورت دیگر اگر ہم کتاب و سنت سے مزاروں اور قبوں کو گرانے اور منہدم کرنے کا ثبوت پیش کر دیں تو پھر سب اس بات پر اتفاق کر لیں کہ جتنے دربار اور مزار ہیں اور ان پر جتنی عمارتیں کھڑی کی گئی ہیں انہیں گرا کر ویسے کر دیا جائے، جیسے امام کائنات ﷺ نے صحابہ کرام کی قبریں کچی مٹی سے بنائیں تھیں۔ اور جیسے خود رحمۃ للعالمین ﷺ کی قبر تیار کی گئی، جنگ احد میں

تقریباً ۷۰ صحابہ کرام شہید ہوئے، جن میں سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، امام کائنات ﷺ نے ان کی تدفین اپنے سامنے کروائی، مگر کسی قبر پر نہ پکی اینٹوں کو استعمال کیا اور نہ کسی قبر پر قبہ تعمیر کیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر تو سادہ ہو اور پاکستان، ہندستان، بنگلہ دیش، افغانستان، ایران اور دیگر کئی ایک ممالک کے چھوٹے چھوٹے بزرگوں کی قبریں بڑی اونچی اونچی اور قبہ نما ہوں، کیا یہ بے انصافی نہیں؟ کیا ان بزرگوں کا مقام سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مقام سے اونچا ہے؟ یا کیا نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام (نعوذ باللہ) بھول گئے کہ انہوں نے شہداء احد (جن کی فضیلت قرآن مجید میں بھی بیان کی گئی ہے) کی قبروں پر قبے تعمیر نہیں کیے؟ ہمارا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد روئے زمین کے تمام بزرگ، اولیاء اور ائمہ کرام مل جائیں تو امام کائنات ﷺ کے چھوٹے سے چھوٹے صحابی کے پاؤں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے، چہ جائیکہ سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ، دیگر شہداء احد اور مہاجرین وانصار کے مقام و مرتبہ کو پہنچ سکیں، اگر خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی کی قبر پر قبہ و مزار تعمیر نہیں کیا، تو ان بزرگوں کی قبروں پر تعمیر کیے گئے قبوں اور مزاروں کی کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ صحابہ کرام سے بڑے ہیں؟ کیا صحابہ کرام کے لئے شریعت اور تھی اور ان بزرگوں کے لئے شریعت اور ہے؟ کیا صحابہ کرام کو قبے بنانے کا طریقہ نہ آتا تھا جو ہم نے سیکھ لیا؟ **فأتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ.**

اس سے بھی زیادہ قابل غور اور توجہ طلب بات یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے اور پھر دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ان کو اسی زمین میں دفن کیا گیا، جہاں جہاں ان کے مدفن ہیں، وہاں ان کے جسم بھی محفوظ ہیں، کیونکہ امامِ کائنات ﷺ کا فرمان ہے: **"إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ"** "بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو مٹی پر حرام کر دیا ہے"۔ (ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ)، یعنی ان کے جسم قبروں میں مٹی کے دست برد سے محفوظ رہتے ہیں۔ جب ان کی قبریں بنائی گئیں اور ان کے جسم بھی محفوظ ہیں، تو ان کی قبروں کے آثار کہاں ہیں؟ اگر بزرگوں کی قبروں پر قبے بنانا اور ان کو محفوظ رکھنا ضروری ہوتا تو اللہ رب العزت

اپنے پیارے پیغمبروں کی قبروں کے آثار کبھی مٹنے نہ دیتا۔

مزاروں اور قبوں کو منہدم کرنے پر کفر کے فتوے جاری کرنے والے پہلے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی قبروں کے آثار پیش کریں، یا ان کے دفن ہونے کی نفی کریں؟ یا یہ اعلان کریں کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے پیغمبروں کی قبروں کی حفاظت نہ کر سکا؟ کہ ان میں سے اکثر کی قبروں کے آثار تک مٹ گئے۔ یا پھر اس بات کا اعتراف کریں کہ رب کائنات کی منشاء ہی یہی تھی کہ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کے آثار نہ رہیں، تاکہ ان کی قبروں پر اس طرح شرک کا کاروبار نہ ہو، جو ہم اپنی آنکھوں سے ان مزاروں اور درباروں پر دیکھ رہے ہیں۔ سورۃ الأنعام میں اللہ رب العزت نے ۱۸ر پیغمبروں کا نام ذکر فرمایا ہے، چلو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی قبروں کو تلاش کرنا مشکل ہے تو ان ۱۷ر پیغمبروں (عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ) کی قبروں کی نشان دہی کر دیں جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے؟

ظاہر بات ہے کہ یہاں دو صورتیں ہو سکتی ہیں، ان کی قبروں پر مزار بنائے ہی نہیں گئے، اگر نہیں بنائے گئے تو ہم ان چھوٹے چھوٹے بزرگوں کی قبروں پر کس لئے مزار بناتے ہیں؟ اگر بنائے گئے تو کس نے گرائے؟ اور اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ کیونکہ انہیں سعودی عرب کی حکومت نے تو نہیں گرایا۔ اس سے پہلے کسی نے گرایا ہوگا، سعودی حکومت پر فتویٰ لگانے اور اس کے خلاف احتجاج کرنے کی بجائے پہلے ان کے خلاف احتجاج کریں جنہوں نے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے اکثر کی قبروں کے نشانات تک مٹا دیئے، حالانکہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں پر مسجدیں تعمیر کیا کرتے تھے، مگر آج ان کے بھی تمام انبیاء کی قبریں تلاش کرنا ممکن نہیں۔

پھر اس بات کا بھی جواب دیں کہ انبیاء علیہم السلام پر متواتر یکے بعد دیگرے وحی نازل ہوتی رہی، احکام و مسائل آسمان سے نازل ہوتے رہے، بعد میں آنے والے انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کیوں نہ کی کہ وہ اپنے سے پہلے انبیاء کی قبروں کی حفاظت کریں اور ان کے آثار مٹنے سے بچائیں، اور آثار مٹانے والے گستاخوں کی مذمت وحیٔ الٰہی کے ذریعے کیوں نہ کی گئی؟ کیونکہ

سب سے آخر میں امام الانبیاء سید الکونین ﷺ تشریف لائے تو ان پر قرآن مجید کا نزول ہوا، جس قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کے جرائم اور ان کو ملنے والی سزاؤں کا ذکر فرمایا، جیسا کہ ایک قوم نے ہفتہ کے روز شکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی شکلوں کو مسخ کر کے بندروں کی شکل میں تبدیل کر دیا، مگر ان گستاخوں کا تذکرہ کہیں بھی نہیں ملتا جنہوں نے اتنے بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبروں کی قبروں کے نشانات مٹا کر رکھ دیئے، نہ ان کے خلاف قرآن مجید کوئی حکم صادر کرتا ہے، نہ امام کائنات ﷺ ان کی مذمت فرماتے ہیں. چلو نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کو یہی حکم دے دیتے کہ میرے جد امجد ابراہیم خلیل اللہ کی قبر پر مزار تعمیر کردو، کیونکہ اگر آپ دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو ابراہیم علیہ السلام کی قبر کی جگہ پر مطلع فرمادیتا، آپ نے اپنے جد امجد بلکہ جد الانبیاء خلیل اللہ علیہ السلام کا مقبرہ تعمیر کیوں نہ کروایا؟

ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند اسماعیل علیہ السلام تو مکہ مکرمہ میں آباد ہوئے، یہیں شادیاں کیں، نبی کریم ﷺ اور اہل مکہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، اسی سرزمین پر ان کا انتقال ہوا، اور یہیں انہیں دفن کیا گیا، دنیا بھر کے علماء مل کر ان کے مزار کی نشاندہی کریں اور ان کا مقبرہ دکھائیں؟ اگر فرعون کی لاش کئی صدیاں گزر جانے کے بعد باقی رہ سکتی ہے تو اسماعیل علیہ السلام کا مقبرہ کیوں نہیں رہ سکتا تھا؟ اگر زمانے کی گردشوں نے اسے مٹا دیا، یا کسی گستاخ کے ہاتھ اسے لگے اور اس نے منہدم کر دیا، تو نبی کریم ﷺ نے ان کی قبر کی نشاندہی فرما کر ان کا مقبرہ تعمیر کیوں نہ کروایا. جب کہ ان کی قبر تو اسی مکہ مکرمہ میں کسی جگہ پر ہوگی. ان کے ہاتھوں کا بنایا ہوا خانہ کعبہ موجود ہے، اور زمانے کے لیل و نہار خانہ کعبہ کو نہ مٹا سکے تو ان کی قبر، قبر پر مزار، مزار پر قبہ، قبے پر لمبے چوڑے مینار، یہ سب کچھ کہاں غائب ہو گیا؟ نہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی تجدید کی، نہ خلفائے راشدین نے، نہ صحابہ کرام نے، دربار بنانے کا جو جذبہ و شوق ہمارے دلوں میں موجزن ہے، وہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں کیوں نہ تھا؟

میرے بھائیو ذرا سوچو! غور و فکر سے کام لو! لوگوں کے نذرانوں پر عیش و عشرت کرنے

والے گدی نشیں مجاوروں، دین فروش مفتیوں اور قبروں کی تجارت کرنے والے مولویوں کے ہاتھوں کا کھلونا نہ بنو، یہ عقیدے سے تعلق رکھنے والے مسائل ہیں، اگر ان مسائل میں ٹھوکر کھاؤ گے تو نماز، روزہ اور حج وزکاۃ کے ثواب سے بھی جاؤ گے، کیونکہ اگر بنیاد ہی ٹیڑھی ہو گئی، تو ساری کی ساری عمارت ٹیڑھی رہے گی.

یقین جانئے! اگر ان درباروں اور مزاروں میں کوئی خیر کا پہلو ہوتا تو اللہ رب العزت اپنے پیارے پیغمبروں کو اس خیر سے محروم نہ رکھتا. اور ان کی قبروں پر قبے تعمیر کرنے کا حکم آسمانی کتابوں میں نازل فرمادیتا، پھر ان کے دربار بنتے، اور ان پر عرس، میلے منعقد ہوتے، نذرانے پیش کئے جاتے، غلاف چڑھائے جاتے، اور وہ تمام مناظر وہاں پر دکھائی دیتے، جو ہمارے ہاں مزاروں اور درباروں پر دیکھنے میں آتے ہیں.

مگر ایسا نہیں ہے، کیوں؟ اس لئے کہ یہ دربار و مزار انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ توحید کے منافی ہیں. یہ تو شرک کے اڈے بن چکے ہیں، ان مزاروں پر سجدے، طواف، چادریں چڑھانا، نذر و نیاز لے کر حاضر ہونا، ان کے سامنے حاجات پیش کرنا، ان کی دیواروں کو چومنا، ان کے درختوں کو متبرک سمجھنا، ان پر عرس اور میلے منعقد کرنا، جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں قرآن و سنت کے دلائل سے ثابت کر چکے ہیں، یہ سب کچھ شرک اور ہمارے ایمان سے مذاق ہے، اسی لئے تو امامِ کائنات ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ مشن دے کر بھیجا تھا کہ "جہاں کوئی دربار یا مزار نظر آئے تو اسے زمین کے برابر کر دیا جائے"، تاکہ شرک کا دروازہ بند کیا جا سکے.

یہ اسلام کی خوبی ہے کہ وہ برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکتا ہے، اور کفر و شرک کے تمام راستوں اور دروازوں کو بند کرتا ہے، شرک کا سب سے بڑا دروازہ، بلکہ چور دروازہ قبروں کی غیر شرعی تعظیم، انہیں پختہ بنانا، ان پر قبے تعمیر کرنا، اور ان پر عرس وغیرہ منعقد کرنا ہے، لہذا نبی کریم ﷺ نے ان تمام چیزوں سے منع فرمادیا، ضرورت اس بات کی ہے کہ دوسروں پر اعتماد کرنے کی بجائے ہم اپنی آنکھوں سے قرآن مجید اور حدیثِ رسول کا مطالعہ کریں، اور توحید کے دلائل پر غور

کریں تاکہ شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچ سکیں، اور ایمان جیسی متاع عزیز کو شرک کی بھینٹ چڑھنے سے محفوظ رکھ سکیں.

ایک اعتراض اور اس کا جواب

قبروں اور مزاروں کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات اس قدر واضح ہیں، کہ معمولی سا علم رکھنے والا شخص بھی اگر تھوڑی سی تحقیق کرلے، اور اس باب سے تعلق رکھنے والی احادیث کا مطالعہ کرلے تو حقیقت نکھر کر اس کے سامنے آجائے. اور اسے علم الیقین حاصل ہو جائے کہ ہمارے ملک میں بنائی جانے والی پکی قبریں، ان کا طول وعرض، ان کی ساخت، ان پر کھڑی کی جانے والی عمارات، یہ سب کچھ غیر شرعی ہے، اور امامِ کائنات ﷺ کی تعلیمات، ارشادات اور احادیث کے سراسر منافی ہے.

لیکن عوام الناس کو چھوڑیئے، خواص بھی اس مسئلے کی جستجو اور تحقیق کی زحمت گوارا نہیں کرتے، جس کے نتیجے میں جگہ جگہ پر قبر پرستی، مزار پرستی، دربار پرستی، شجر پرستی، حجر پرستی اور بے شمار دیگر شرکیہ اعمال کا ارتکاب کیا جارہا ہے. عوام الناس کے رجحان کو دیکھ کر حکمران بھی درباروں اور مزاروں کی سرپرستی کر رہے ہیں، جس ملک میں انسانی حقوق نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی، نہ تعلیم مفت، نہ علاج مفت، نہ ادویات اصلی، نہ کھانے پینے کی چیزیں ملاوٹ سے پاک، نہ سڑکیں صحیح، نہ دفتری نظام رشوت اور کرپشن سے محفوظ، غربت اور افلاس جس ملک کا مقدر بنے ہوئے ہیں، اس غریب ملک میں کروڑوں روپئے کی لاگت سے مزاروں پر کمپلیکس تعمیر ہو رہے ہیں، مردوں کو روشنیوں میں بسایا جارہاہے ادر زندوں کو تاریکیوں میں ڈبویا جارہاہے.

ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ شرک کے اس کاروبار کو بڑے فخر کے ساتھ ثواب سمجھ کر کیا جارہا ہے، اگر اس کی دلیل پوچھی جائے، تو جواب ملتا ہے کہ ہم بزرگوں کا احترام کر رہے ہیں، اللہ کے بندو! کیا بزرگوں کے احترام میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ دو گے؟ اور نبی کریم ﷺ کے فرمان سے منہ موڑ لو گے؟ مولویوں کا ایک ایسا طبقہ بھی ہے جس کی جسارت کو دیکھ کر بڑی حیرانی ہوتی ہے کہ

انہوں نے منصب نبوت ورسالت کو بھی معاف نہیں کیا، جو درباروں کا جواز امام کائنات ﷺ کے روضۂ اطہر سے پیش کرتے ہیں، یہ کتنی بڑی گستاخی اور جسارت ہے کہ جو نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے اس میں وہ امت کو بھی شریک کر رہے ہیں؟

امامِ کائنات ﷺ کے انتقال کے بعد جب آپ کو دفن کرنے کے بارے میں صحابۂ کرام کا اختلاف ہوا، کسی نے کہا کہ آپ کو بقیع غرقد میں دفن کیا جائے، کسی نے کہا کہ بیت المقدس کے پاس دفن کیا جائے، کسی نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: "**مَا تَوَفَّى اللهُ نَبِيًا قَطُّ إِلاَّ دُفِنَ حَيْثُ تُقْبَضُ رُوْحُهُ**" (طبقات ابن سعد) "انبیاء علیہم السلام کو اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے، جہاں ان کی روح اللہ تعالیٰ قبض فرماتا ہے"۔ فرمانِ رسول پر صحابہ کرام کا اختلاف ختم ہو جاتا ہے، اور امّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں آپ کو دفن کیا جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ صرف انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ اگر کسی عمارت کے اندر ان کا انتقال ہو تو انہیں اسی جگہ پر دفن کیا جائے۔ عمارت پہلے سے موجود تھی، آپ کے انتقال کے بعد نہیں بنائی گئی۔

آپ ﷺ کے حکم کے مطابق قبر کچی تیار کی گئی، اور اس کی اونچائی صرف ایک بالشت کے قریب رکھی گئی، جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: "**أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُلْحِدَ لَهُ لَحْدًا وَنُصِبَ عَلَيْهِ اللَّبِنُ نَصْبًا وَرُفِعَ قَبْرُهُ مِنَ الأَرْضِ نَحْوًا مِنْ شِبْرٍ**" "نبی کریم ﷺ کے لئے قبر لحد کی طرز پر بنائی گئی، لحد پر کچی اینٹیں لگائی گئیں، اور قبرِ مبارک زمین سے تقریباً ایک بالشت اونچی رکھی گئی۔ (صحیح ابن حبان)۔

کہاں ہیں وہ علماء جو نبی کریم ﷺ کے روضۂ اطہر کو جو صرف آپ کی خصوصیت ہے درباروں اور مزاروں کے لئے بطور دلیل پیش کرتے ہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ جائیں، برصغیر کے درباروں اور مزاروں کو دیکھیں، جہاں جہاں انہیں بزرگوں کی قبریں پکی اینٹوں سے بنی ہوئی، سنگ مرمر سے

بچی ہوئی، اور ایک بالشت سے زیادہ اوپر نظر آئیں، انہیں گرا کر امامِ کائنات ﷺ کی قبر اطہر کی طرح کچی کریں، اور زمین سے صرف ایک بالشت اونچی رکھیں۔

برادرانِ اسلام! ذرا غور و فکر سے کام لو! تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے امام ﷺ کی قبر مبارک کچی ہو، تو ان بزرگوں کو کوئی حق حاصل ہے کہ ان کی قبریں پکی ہوں؟ کائنات کے امام کی قبر زمین سے صرف ایک بالشت اونچی ہو تو ان مزاروں والوں کی قبریں کئی کئی گز زمین سے اونچی ہو، کیا ان بزرگوں کا مقام اللہ کے رسول ﷺ کے مقام سے اونچا ہے؟ اگر نہیں! تو ان کی قبروں کو کچا کرو، اور ان کی اونچائی ختم کر کے زیادہ سے زیادہ ایک بالشت رکھو، وگرنہ اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کے دعوے اور عشق کے نعرے چھوڑ دو۔ امامِ کائنات کے حکم کی مخالفت کر کے ان سے محبت کے دعوے اس زمانے کا سب سے بڑا فریب ہے، محبت کے دعوے چھوڑ دو، یا حکم کی مخالفت چھوڑ دو؟ حجرۂ مبارکہ کے اندر دفن ہونا نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے، ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو آپ کے ساتھ دفن ہونے کی سعادت میسر آئی۔ اگر آپ کے حجرۂ مبارکہ میں جگہ نہ ہوتی تو ان دونوں بزرگوں کی قبریں بھی بقیع غرقد کے کھلے قبرستان میں بنائی جاتیں، نبی کریم ﷺ کی خصوصیت کو پاکستان میں بنائے گئے درباروں کے لئے دلیل بنانا مقامِ نبوت کی توہین ہے، ہاں اگر کتاب و سنت سے یہ دلیل پیش کر دی جائے کہ بزرگوں کو عام قبرستان کی بجائے حجروں میں دفن کیا جائے اور ان کی قبروں کو پختہ بنایا جائے تو ہم تسلیم کر لیں گے، مگر ایسی دلیل کوئی بھی پیش نہیں کر سکتا۔ البتہ پختہ قبروں کو گرانے کے متعلق فرمانِ نبوی ﷺ اور ارشادِ علی رضی اللہ عنہ ہم گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں۔

امام کائنات ﷺ کی بہت ساری خصوصیتیں ہیں، مثلاً ایک وقت میں ۹/ازواج مطہرات سے نکاح کی آپ کو خصوصی اجازت دی گئی، آپ کے روضۂ مبارکہ کو دیکھ کر دربار بنانے والے اگر یہ کہیں کہ ہم بھی نبی کریم ﷺ کی طرح ۹/عورتوں سے بیک وقت نکاح کریں گے، تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا فیصلہ ہوگا؟ وہ نبی کریم ﷺ کی امت سے نکال دیا جائے گا، کیونکہ بیک وقت

چار سے زائد عورتوں سے نکاح کرنا صرف نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے، اسی طرح امامِ کائنات ﷺ کا روضۂ مبارکہ آپ کی خصوصیت ہے، جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں، اس خصوصیت میں جو آپ کا مقابلہ کرے گا، اور آپ کا خصوصی حق چھین کر دیگر بزرگوں کو دے گا، وہ آپ ﷺ کا محبّ نہیں بلکہ مخالف ہوگا، اور ایسے مخالف کو اپنے انجام کی فکر کر لینی چاہئے؟

روضۂ اطہر خلفائے راشدین اور صحابۂ کرام و تابعین کے زمانہ میں سادہ حجرے کی شکل میں تھا، حالانکہ خلفائے راشدین میں پہلے دو خلفاء ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے سسر تھے، اور بعد والے دو خلفاء عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کے آپ ﷺ سسر تھے، خلفائے راشدین کے زمانہ میں دولت و ثروت کی کوئی کمی بھی نہ تھی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد زریں میں قیصر و کسریٰ کے خزانے مدینہ منورہ میں پہنچائے جا رہے تھے، مگر انہوں نے نہ تو روضۂ اقدس کو عالیشان تعمیر کیا، جس طرح کہ لاہور میں علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر کمپلیکس تعمیر کیا گیا ہے، اور نہ انہوں نے گنبد بنوایا، اگر نبی کریم ﷺ کا کوئی اشارہ یا فرمان موجود ہوتا کہ آپ کا مزار بنایا جائے، تو خلفائے راشدین ساری دولت خرچ کر کے امامِ کائنات ﷺ کا مزار دنیا بھر میں سب سے عالیشان، خوبصورت اور وسیع و عریض بنا دیتے، دنیا کا سب سے قیمتی سنگِ مرمر آپ کے روضۂ اقدس پر نصب کرتے، تاریخ کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیجئے، خلفائے راشدین کے مبارک عہد میں روضۂ اطہر کی زیبائش و آرائش، اور وسعت و بلندی کے لئے کوئی اہتمام نہیں کیا گیا، موجودہ گنبد صحابۂ کرام کے صدیوں بعد والیانِ مصر اور ترکی دورِ حکومت کا کام ہے، جب کہ ہمارے لئے تو حدیث پاک کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل حجت ہے، ترکوں کی ایجادات ہمارے دین کا حصہ نہیں ہیں، تاہم نبی کریم ﷺ کا روضۂ مبارکہ جس حال میں ہے، یہ صرف اور صرف آپ کی خصوصیت ہے، دوسروں کے لئے اس کو حجت بنانا رسالت مآب ﷺ کی خصوصیت کی نفی اور آپ کی گستاخی ہے، اندر سے آپ کی قبرِ مبارک آج بھی کچی ہے، الحمد للہ نہ وہاں پر عرس منعقد ہوتا ہے اور نہ میلہ لگتا ہے، نہ طواف ہوتا ہے، نہ نذر و نیاز پیش ہوتی ہے، نہ چادر چڑھائی جاتی ہے، نہ چراغاں ہوتا ہے، نہ

چلہ کشی ہوتی ہے، نہ سجدے کئے جاتے ہیں، نہ شیرینی تقسیم ہوتی ہے، نہ چڑھاوے چڑھتے ہیں، نہ کالے بکرے ذبح ہوتے ہیں۔

اگر آپ روضۂ رسول سے سبق سیکھنا چاہتے ہیں، تو آئیں تقابل کریں اور دیکھیں روضۂ رسول ﷺ پر بدعات وخرافات اور شرکیہ اعمال کا کاروبار نہیں ہورہا، آئیں مل کر پاکستان کے درباروں اور مزاروں سے شرک وبدعت کو اور میلوں ٹھیلوں کو ختم کریں، تاکہ یہ سرزمین صحیح معنوں میں شرک سے پاک ہوجائے، اور جس طرح سعودی عرب میں توحید کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے ہیں، اس طرح ہمارے ملک میں بھی خوشحالی کا دور دورہ ہو اور جس ذلت و پستی، پسماندگی وبدحالی، فقر وفاقہ، فقیری ومسکینی، بھوک وافلاس، بدامنی وبے سکونی کا ہم شکار ہیں، اس سے ہمیں نجات حاصل ہوجائے۔ کیونکہ پاکستان میں ہزاروں کی تعداد میں یہ مزار ودربار آج تک توہمیں کچھ نفع نہ پہنچاسکے، اور آئندہ بھی نہیں پہنچاسکیں گے، تو کیوں نہ ہو کہ اس شرک سے تائب ہوکر ہم توحیدِ الٰہی کے مضبوط قلعے میں پناہ گزیں ہوجائیں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے کھل جائیں اور اس کی برکتوں اور بخششوں کا پیہم نزول شروع ہوجائے۔

نبی کریم ﷺ کی والدہ کی قبر کا مسئلہ

۱۵/اپریل ۱۹۹۹ء کو اسلام آباد میں ایک فرقے سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا کہ نبی کریم ﷺ کی والدہ کی قبر کو کیوں گرایا گیا، اس قسم کا احتجاج اس وقت بھی کیا گیا تھا جب سعودی حکومت کے بانی اور عالم اسلام کے عظیم لیڈر ملک عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سعودی عرب میں قبروں پر قبوں کو منہدم کرکے ان کی شکل وصورت ویسے بنادی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تھی، ہندستان سے درباروں کے حامیوں کا ایک وفد اس وقت سعودی عرب گیا اور ملک عبدالعزیز سے مل کر اپنی تشویش کا اظہار کیا، ملک عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ آپ قرآن وسنت سے دربار بنانے کی کوئی دلیل پیش کردیں تو میں ان مزاروں کو سونے سے بنوادیتا ہوں، مگر ان میں سے کوئی بھی ملک عبدالعزیز کے سامنے دلیل پیش نہ کرسکا، ملک عبدالعزیز نے

سعودی عرب سے درباروں کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا پرچم بلند کیا تو اللہ تعالیٰ نے سعودیہ کی قسمت کو بدل دیا، اس سے پہلے وہ غربت وافلاس کی زندگی بسر کرتے تھے، مگر آج دیکھیں تو امن وسکون میں سعودی عرب دنیا بھر میں پہلے نمبر پر اور مال ودولت کے اعتبار سے قابلِ رشک ترقی یافتہ ملک ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ سعودی حکومت جو حرمین شریفین کی توسیع وتعمیر پر اربوں نہیں کھربوں ریال خرچ کر رہی ہے، اس کے علاوہ مقاماتِ مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، عرفات) کی توسیع اور حجاج کرام کی سہولت کی خاطر پانی کی طرح بے دریغ سرمایہ بہا رہی ہے، مدینہ منورہ میں مسجد قبا، مسجد ذی الحلیفہ، مسجد قبلتین، مکہ مکرمہ میں مسجد عائشہ، مسجد خیف، مسجد المشعر الحرام، مسجد عرفات، دنیا کی خوبصورت ترین مساجد میں شمار ہوتی ہیں، اور یہ دلالت کر رہی ہیں کہ سعودی حکومت مقاماتِ مقدسہ اور شعائر اسلام سے کتنی گہری محبت رکھتی ہے، جس طرح ہم اپنی کوئی چیز امانت کے طور پر رکھنے کے لئے امانت دار شخص کا انتخاب کرتے ہیں، اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنی توحید کے ان مراکز کی حفاظت کے لئے اہلِ توحید کا انتخاب فرمایا ہے، یہی وجہ ہے کہ پورے سعودی عرب میں کسی جگہ پر بھی اس طرح قبر پرستی نہیں ہوتی، جس طرح پاکستان اور دیگر ممالک میں ہو رہی ہے، مسلمانوں کی قبر پرستی اور غیر مسلموں کی بت پرستی میں کیا فرق ہے؟ ماسوائے اس کے یہ کلمہ پڑھتے ہیں جبکہ عملی طور پر وہ بھی غیر اللہ کی پوجا کرتے ہیں اور یہ بھی غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی والدہ کی قبر مٹانے میں آخر سعودی حکومت کا کیا مفاد ہو سکتا ہے؟ کیا سعودی عرب کے لوگ نبی کریم ﷺ کی عزت نہیں کرتے؟ وہ کونسی حکومت ہے جس نے مدینۃ الرسول میں اسلامی تاریخ کا سب سے عظیم الشان قرآن کمپلیکس قائم کیا؟ جہاں طبع ہونے والا قرآن مجید اپنی نوعیت کا سب سے منفرد، بہترین اور مہنگا ترین قرآن مجید ہے، دنیا میں وہ کون سی زبان ہے، جس زبان میں سعودی حکومت نے قرآن مجید کی تفاسیر طبع کروا کر مفت تقسیم نہ کی ہوں؟ کیا یہ شعائر اللہ سے گہری محبت وعقیدت کی دلیل نہیں؟

خانہ کعبہ کو غلاف پہنانا سنت سے ثابت ہے، تو سعودی حکومت نے مکہ مکرمہ میں ایک عظیم الشان کارخانہ لگایا ہے، جو سارا سال صرف اور صرف غلافِ کعبہ تیار کرتا ہے، اور کوئی کپڑا وہاں پر تیار نہیں ہوتا، کروڑوں ریال اس غلاف پر ہر سال خرچ ہو رہے ہیں، سال کے اختتام پر جب غلاف اتارا جاتا ہے اور نیا غلاف پہنایا جاتا ہے، تو پہلا غلاف فروخت نہیں کرتے، بلکہ اس کے ٹکڑے کر کے مفت تقسیم کرتے ہیں، یاد رہے کہ غلافِ کعبہ دنیا کے مہنگے ترین ریشم اور خالص سونے کی کڑھائی سے تیار ہوتا ہے، کیا یہ شعائر اللہ کی تعظیم اور نبی کریم ﷺ کی سنتوں سے سچی محبت کی دلیل نہیں؟

شعائر اسلام کے لئے اگر سعودی حکومت کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے. مگر ان عظیم الشان خدمات کے باوجود بھی کچھ لوگ سعودی حکومت کے خلاف مسلسل پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں. اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کی علمبردار اور نبی کریم ﷺ کی دعوت کی پاسبان ہے، ایسی حکومت سے ہرگز یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اسلامی شعائر کو مٹائے یا ان کی توہین کرے، اس کے ساتھ ساتھ سعودی حکومت یہ بھی برداشت نہیں کرسکتی کہ اس کی مقدس سرزمین پر شرک کیا جائے.

دراصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو درباروں اور مزاروں پر حاضری دینے کے عادی ہیں، جو بزرگوں کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں جو مزاروں پر کالے بکروں کے چڑھاوے چڑھا کر اسے بہت بڑی نیکی سمجھتے ہیں، جو قبروں کی تعظیم کرتے کرتے ان پر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، جو صاحبِ قبر کے سامنے اپنی حاجات و مناجات رکھتے ہیں، جو قبروں کا طواف اور مزاروں کی دیواروں کو چومتے ہیں، جو مزاروں پر اگے ہوئے درختوں کو متبرک سمجھ کر ان پر دھاگے باندھنا اپنی مشکلات کا حل سمجھتے ہیں، الغرض جنہوں نے درباروں کو شرک کے اڈے بنا رکھا ہے، اس قسم کے لوگوں نے کثرت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی والدہ کی قبر پر آنا جانا شروع کر دیا، کالے بکروں کے نذرانے وہاں پیش ہونے لگے.

روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد نے ۱۶/اپریل کو اپنی رنگین ایڈیشن میں قبرِ آمنہ کی تصویر

شائع کی، جس میں ۵ رپاکستانی بحالت مراقبہ قبر پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ مراقبہ کی حالت برائے عبادت ہے جبکہ قبریں عبادت کا محل نہیں، سعودی حکومت اگر اس عمل پر خاموشی اختیار کر لیتی تو آہستہ آہستہ پورے ملک میں شرک پھیلنے کا خطرہ تھا، لہذا قبر پر آنے والے وفود کو حکومت نے روک دیا، جس کی بنا پر لوگوں نے حکومت پر اعتراض کرنا شروع کر دیا، نبی کریم ﷺ کی والدہ کی قبر کی زیارت اور وہاں عبادت کرنے اور اس موقف کی حمایت کرنے والوں سے ہم چند سوالات کرتے ہیں، کہ جب نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو یہاں تک تعلیم دی ہے کہ استنجا کرنے کا طریقہ تک بتلایا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنی والدہ کی قبر کا اتنا اہم مسئلہ اپنی امت کو نہ بتلایا ہو؟ ہمارے سوالات درج ذیل ہیں:

۱- نبی کریم ﷺ نے چار مرتبہ عمرہ ادا فرمایا- ایک مرتبہ حج بیت اللہ کیا اور فتح مکہ کے وقت بھی آپ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سفر کیا، جب کہ آپ کی والدہ کی قبر ابواء کے مقام پر ہے، جو کہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے درمیان عسفان کے قریب ہے، کیا ایک سے زائد مرتبہ نبی کریم ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر گئے؟ حالانکہ اس راستے سے کئی مرتبہ آپ کا گزر ہوا۔

۲- روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد کی ۱۶ر اپریل کی اشاعت کے رنگین صفحے پر دار الافتاء سعودی عرب کے جاری کردہ فتویٰ کے جواب میں جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم کراچی کے مولانا محمد رفیق کا مضمون شائع ہوا، جس میں انہوں نے ایک حدیث سے استدلال کیا، حدیث کا ترجمہ مولانا صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی، پس آپ روئے اور ارد گرد لوگوں کو رلایا پھر فرمایا: "میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لئے استغفار کی اجازت مانگی مجھے اجازت نہیں دی گئی، اور میں نے ان کی زیارت کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی، پس قبروں کی زیارت کیا کرو، بے شک قبروں کی زیارت کرنا موت کی یاد دلاتی ہے"۔

یہ روایت خود انہوں نے استدلال کے طور پر ذکر کی ہے، جس میں وہ خود لکھ رہے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اپنی والدہ کے لئے استغفار کی اجازت نہیں دی.

۳- کیا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے خصوصی سفر کیا ہو، کیونکہ مذکورہ روایت والا واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ عمرہ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ جارہے تھے، جیسا کہ طبرانی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، اس روایت کے صحابہ متعدد ہیں مگر ہر روایت میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے استغفار کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی، جس سے معلوم ہوا کہ راوی متعدد ہیں، مگر واقعہ ایک ہی سفر کا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ ادا کرنے کی غرض سے سفر کر رہے تھے اور اثنائے سفر قبر چونکہ گزرگاہ کے قریب تھی تو آپ ﷺ قبر پر تشریف لے گئے، ایسا کوئی سفر نہیں کیا جو قبر کی زیارت کے لئے خاص ہو، جیسا کہ بہت سارے لوگوں نے سفر کرنا شروع کر دیا تھا.

۴- اگر نبی کریم ﷺ کی والدہ کی قبر کی زیارت مستحب ہوتی جیسا کہ مولانا محمد رفیق صاحب نے لکھا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر ضرور عمل کرتے، نبی کریم ﷺ کا حکم ہو، ثواب کا مقام ہو اور صحابہ کرام عمل نہ کریں یہ کسی صورت میں ممکن نہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پندرہویں صدی کے لوگ سرزمینِ عجم سے جا کر سرزمینِ حجاز میں ایک مستحب عمل کریں. اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سرزمینِ حجاز کے مکین تھے وہ اس سے محروم رہیں؟

۵- آلِ بیت میں سے کسی کا نبی کریم ﷺ کی والدہ کی قبر پر جانا کتبِ احادیث و کتبِ تاریخ سے ثابت ہے؟

۶- ائمہ اربعہ کا ان کی قبر پر جانا، یا کتبِ فقہ میں اس کے مستحب ہونے کا کوئی ثبوت موجود ہو تو پیش کریں خصوصاً فقہ حنفی کی روشنی میں جواب دیں؟ ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ کوئی بھی ہمارے ان سوالات کا جواب نہیں دے سکتا، ہم کتاب و سنت کو اپنے اور ان کے درمیان فیصل ٹھہراتے ہیں.

آئیں کتاب و سنت کی واضح دلیل سے ثابت کریں کہ امام کائنات ﷺ کی والدہ کی قبر کی

زیارت مستحب ہے؟ کیونکہ جو روایت مولانا محمد رفیق صاحب نے پیش کی ہے، اس میں تو نبی کریم ﷺ کو استغفار کی اجازت نہیں ملی، نبی کریم کا یہ فرمان کہ قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں. اس میں عام قبروں کا ذکر ہے. خاص اپنی والدہ کی قبر کی زیارت مراد نہیں ہے، حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں جنہیں مضمون نگار نے شاید جان بوجھ کر ذکر نہیں کیا: **نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوْهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الآخِرَةَ** "(تفسیر ابن ابی حاتم)" "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب زیارت کر لیا کرو کہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں. اس سے مراد عام قبرستان ہے نہ کہ کوئی خاص قبر، پھر قبروں پر جانے کا مقصد بھی بیان فرمادیا کہ صرف فکرِ آخرت کے لئے، تاکہ قبروں کو دیکھ کر دنیا کے فانی ہونے اور آخرت کے سفر پر روانہ ہونے کا یقین آجائے. جو لوگ نبی کریم ﷺ کی والدہ کی قبر پر جاتے تھے ہم اللہ کو گواہ بنا کر ان سے پوچھتے ہیں کہ صرف اور صرف فکر آخرت اپنے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے جاتے تھے یا کہ ثواب سمجھ کر اور تبرک حاصل کرنے کے لئے؟ کیونکہ جب نبی کریم ﷺ کو اپنی والدہ کے حق میں استغفار کرنے سے منع کر دیا گیا، تو ہم وہاں جا کر کیا کریں گے، جب دعا کرنے کی اجازت نہیں تو ہمارے جانے کا مقصد کیا ہوگا؟

دراصل کچھ لوگ پاک وہند میں درباروں پر کئے جانے والے شرکیہ اعمال کو یہاں بھی فروغ دینا چاہتے تھے، مگر سعودی حکومت نے اس کی اجازت نہیں دی، جیسا کہ سعودی عرب کے مفتی عام اور علماء کمیٹی کے ارکان کے فتویٰ سے ظاہر ہے کہ انہوں نے قبر کی طرف دور دراز سے سفر کر کے آنا اور وہاں پر بیٹھ کر عبادت کرنا شرک قرار دیا، اس فتویٰ کے بعد جب لوگوں کو روک دیا گیا تو انہوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ قبر کو گرا دیا گیا ہے، جبکہ سعودی عرب میں تو قبروں کی ہیئت ہی ایسی ہے کہ انہیں گرایا نہیں جا سکتا، نہ قبر کے اوپر کوئی عمارت تھی جسے گرایا گیا ہو، سعودی عرب میں الحمد للہ تمام قبریں سنت کے مطابق بنائی جاتی ہیں، تمام مسلمان ملکوں کی حکومتوں اور عوام الناس کو چاہیئے کہ وہ سعودی عرب جو کہ رشد وہدایت کا مرکز ہے، جہاں اکثر صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم آسودۂ خاک ہیں، کی پیروی میں درباروں اور مزاروں کو سادہ اور کچی قبروں میں بتدیل کر دیں، تاکہ شرک کا قلع قمع کیا جاسکے، لوگوں کے عقائد کی تطہیر ہو اور پکی قبروں کی وجہ سے اکثر شہروں میں جگہ کی قلت کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

ہر سال ۸ر شوال کو بعض لوگ یوم انہدام بقیع مناتے ہیں اور قبروں کو درباروں کی شکل میں بنانے کا مطالبہ کرتے ہیں جو کتاب وسنت، تعاملِ صحابہ، فقۂ ائمہ اربعہ اور امت کے سلف صالحین کے طریقے کے منافی ہے، آئیں قرآن مجید کی دعوت پر اتفاق کر لیں اور باہمی تمام اختلافات کو مٹا کر ربِ کائنات کی توحید پر متحد و متفق ہو جائیں: ﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ (آؤ ایک کلمہ پر جمع ہو جائیں جس میں ہم اور تم برابر ہیں، وہ یہ کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا معبود نہ بنائے) [آل عمران: ۶۴]۔

بزرگوں کا احترام اور مزارات

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں، اولیاء وصالحین و بزرگان دین کا احترام ہم سب پر واجب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ (اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں) [التوبہ ۷۱]، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ شَرَفَ كَبِيْرِنَا" "وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے چھوٹے پر شفقت نہ کی اور بڑے کی قدر و منزلت نہ پہچانی"۔ (ابوداؤد، ترمذی)۔ ایک حدیث قدسی میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ" "جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں" (صحیح بخاری)۔

وہ بزرگانِ دین جو علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں ہم سے بہت آگے ہیں، ان کا احترام واجب ہے۔ اسی لئے صحابۂ کرام کا ذکر کرتے ہوئے "رضی اللہ عنہم" اور ان کے بعد والے بزرگوں کا نام لیتے

ہوئے ''رحمۃ اللہ علیہم'' کہنا ان کے ادب واحترام کا تقاضا ہے، لیکن اولیاء وصالحین کی محبت یا احترام کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ان کے نام پر بدعات وخرافات کرنا شروع کر دیں. ہمارے ملک میں بزرگوں کی قبروں پر مزار تو جاہل بناتے ہیں مگر ان کو منسوب بزرگوں کی طرف کیا جاتا ہے اور ان کے احترام کا حصہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ کوئی بزرگ نبی کریم ﷺ کے حکم کے برعکس دربار بنانے کا حکم نہیں دے سکتا. اور جو ایسا حکم دے گا وہ بزرگ نہیں کہلا سکتا، بلکہ وہ تو نبی کریم ﷺ کا امتی کہلانے کا حق بھی نہیں رکھتا.

ہر مسلمان جانتا ہے کہ سب سے بڑا گناہ شرک ہے اور شرک کا آغاز اس کائنات میں بزرگوں کی محبت اور شان میں غلو کرنے سے ہوا، جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ نوح کی تفسیر میں فرماتے ہیں: قومِ نوح میں شرک کا آغاز اس وقت ہوا جب انہوں نے اپنے نیک اور صالح بزرگوں کی وفات کے بعد ان کی تصویریں بنا کر رکھ لیں، تاکہ انہیں دیکھ کر دل اللہ کی یاد کی طرف مائل ہو جائیں، لیکن رفتہ رفتہ جب ایک نسل دنیا سے رخصت ہوگئی تو نئی نسل کے پاس شیطان خیر خواہی کا لبادہ اوڑھ کر آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے آباء واجداد تو ان کی عبادت کیا کرتے تھے، ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے اور ان سے دعائیں مانگا کرتے تھے، جس سے متأثر ہو کر لوگوں نے ان کی تصویروں کو معبود کا درجہ دے دیا (تفسیر القرطبی وتفسیر ابن کثیر).

اسی طرح یہود ونصاریٰ کی گمراہی کا سبب بھی اپنے بزرگوں کی شان میں اضافہ ہے، یہودی عزیر علیہ السلام کی محبت میں حد سے آگے بڑھ گئے اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم میں مبالغہ کرنے لگے تو دونوں ہی قرآن مجید کے حکم کے مطابق کفر اور شرک کے مرتکب ٹھہرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿**وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ (۳۰) اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ**

عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، یہ اُن کے منہ کی بکواس ہے، ان لوگوں کے قول کی مشابہت اختیار کرتے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا تھا، اللہ انہیں ہلاک کردے، کس طرح حق سے پھرے جارہے ہیں. ان لوگوں نے اپنے عالموں اور اپنے عابدوں کو اللہ کے بجائے معبود بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں تو صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے)[التوبہ: ۳۱/۳۰].

یہود ونصاریٰ اپنے انبیاء سے محبت اور ان کی تعظیم کی بنا پر انہیں کبھی اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں، کبھی محبت کرتے کرتے الوہیت کے مقام پر ان کو پہنچادیتے ہیں، اگر انبیاء علیہم السلام سے بلادلیل اور مبالغہ آرائی والی محبت قابل تعریف ہوتی تو یہود ونصاریٰ کو اس محبت پر انعام ملنا چاہئے تھا، ان کی محبت قابل تعریف ہونی چاہئے تھی، لیکن قرآن مجید ان کی اس محبت کو جو بلادلیل اور غلو والی محبت ہے کفر اور شرک قرار دیتا ہے، ان آیات مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل کتاب کافر ہونے کے ساتھ مشرک بھی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ان کے فعل کو کفر قرار دیا اور پھر آخر میں فرمایا: ﴿سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(اللہ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے)[التوبہ: ۳۱]، اہل علم کا یہی موقف ہے کہ کافر مشرک ہوتا ہے اور مشرک کافر. (حاشیۃ الأصول الثلاثۃ ص/۴۸).

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں سے محبت کی ایک حد ہے اس سے آگے بڑھنے والا شرک میں مبتلا ہو جائے گا. اسی لئے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو وصیت فرمائی: **"لاَ تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى الْمَسِيْحَ بْنَ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا عَبْدُاللهِ وَرَسُوْلُهُ فَقُوْلُوْا عَبْدَاللهِ وَرَسُوْلَهُ"** ”میری شان کو ویسے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی شان کو بڑھادیا میں تو اللہ کا بندہ اور رسول ہوں لہذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہا کرو“(بخاری ومسلم). موطا امام مالک کی روایت ہے امام کائنات ﷺ نے دعا کی: **"اللَّهُمَّ لاَ تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ"** ”اے اللہ! میری قبر کو

بت نہ بنا دینا کہ اس کی پوجا ہونے لگے ۔ ان لوگوں پر اللہ کا بڑا شدید غیظ وغضب نازل ہوا جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا دیا"۔

دربار اور مزار بھی بزرگوں کی محبت میں مبالغہ ہے، اور ان کی تعلیمات کے سراسر منافی ہے، یہ ناممکن ہے کہ دربار ہوں اور وہاں پر شرک نہ ہو، لہذا شرک کے خاتمے کے لئے درباروں کا خاتمہ ضروری ہے، درباروں کے خاتمے میں بزرگوں کی توہین نہیں، کیونکہ اصل قبر تو باقی رہے گی اور اوپر بنائی گئی عمارت کو گرا دیا جائے گا۔ ان عمارتوں کا بزرگوں کے احترام سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ دربار بنانا بزرگوں کی توہین ہے، کیونکہ ان کی قبروں کو ہم نے نادانی اور جہالت کی بنا پر شرک کے اڈے بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توحید کو سمجھنے اور اس کی اشاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ملک کو شرک کا سبب بننے والے مزارات سے پاک صاف کر کے اپنی توحید اور کتاب و سنت کی نشر و اشاعت کا گہوارا بنائے ۔ آمین ۔

فہرستِ مضامین